اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ:۔

"جب حضرت سید صاحبؒ کی تشریف آوری کی خبر مشہور ہوئی تو دیو بند کے بڑے بوڑھے لوگ استقبال کو نکلے، شہر کے باہر ایک بزرگ کا مزار ہے[1]۔ وہاں تک پہنچے تھے کہ سید صاحبؒ نظر آئے، ایک ٹانگھن پر سوار تھے اور دونوں طرف دو شخص رکاب تھامے چلے آتے تھے۔ ان لوگوں نے آگے بڑھ کر ملاقات کی، اس وقت ان دونوں بزرگوں کی ظاہری وضع وہیئت سے یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ یہ کون ہیں، سید صاحبؒ نے فرمایا کہ "ان سے ملو، یہ مولانا محمد اسمٰعیل اور مولانا عبدالحئی ہیں"[2]

دارالعلوم دیوبند کے متصل جانب مشرق قاضی مسجد واقع ہے، اسی مسجد میں حضرت سید صاحبؒ فروکش ہوئے تھے۔ یہاں دس روز تک قیام فرمایا۔ سید احمد شہید میں لکھا ہے کہ:۔

"سید صاحب پھلت سے مظفر نگر ہوتے ہوئے دیوبند پہنچے

---

[1] یہ مزار آٹھویں صدی ہجری کے ایک بزرگ شاہ علاء الدین سہروردی جنگل باش کا ہے یہ مزار مظفر نگر سے آنے والی سڑک کے کنارے پر ہے۔ آبادی سے اس کا فاصلہ دو فرلانگ کے قریب ہے۔

[2] سفرنامہ دہلی اور اس کے اطراف مصنفہ مولانا حکیم عبدالحئیؒ ص ۱۱۳ مطبوعہ انجمن ترقی اردو دہلی ۱۹۵۵ء

دیوبند سے انبیٹا[1] گئے۔ ان مقامات میں قاضی نجم الدین پندرہ آدمیوں کے ساتھ، سید مقبول، مولوی شمس الدین قاضی عظیم اللہ شیخ رجب علی، ان کے فرزند منور علی، حافظ عبداللہ، انکے بھائی نظام الدین اور کریم الدین نیز ان کے والد امام بخش، کرامت حسین، محمد ماہ، شیخ چاند، مولوی فریدالدین، مولوی بشیر اللہ، سید محمد حسین وغیرہ اصحاب نے بیعت کی[2]

---

[1] انبیٹا دیوبند کے جنوب میں تین میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے۔

[2] سید احمد شہید جلد اوّل ص ۱۲۵

اہل علم کے لیے تین نادر تحفے

۱۔ تفسیر روح المعانی: جو ہندوستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ قسط وار شائع ہو رہی ہے قیمت مصر وغیرہ کے مقابلہ میں بہت کم یعنی صرف تین سو روپے

آج ہی مبلغ دس روپے پیشگی روانہ فرما کر خریدار بن جائیے۔ ابتک بارہ جلدیں طبع ہو چکی ہیں باقی ۱۰ جلدیں جلد طبع ہو جائیں گی۔

۲۔ جلالین شریف: مکمل مصری طرز پر طبع شدہ حاشیہ پر دو مستقل کتابیں (۱) لباب النقول فی اسباب النزول "للسیوطی رح" (۲) معرفت الناسخ والمنسوخ" لابن الحزم"

قیمت مجلد ۲۰ روپے

۳۔ شرح ابن عقیل:۔ الفیہ ابن مالک کی مشہور شرح جو درس نظامی میں داخل ہے۔ قیمت مجلد ۱۲ روپے

پتہ:۔ ادارہ مصطفائیہ۔ دیوبند ضلع سہارنپور

عمرِ خیام اور خاقانی

از مولانا امتیاز علی خاں صاحب عرشیؔ رامپور

حکیم افضل الدین خاقانی نے ایک مثنوی لکھی ہے جس کا نام "تحفۃ العراقین" ہے۔ اس کے آخر میں اس نے اپنے والدین، دادا اور چچا کا بھی ذکر کیا ہے۔ چونکہ یہ بچپن میں سایۂ پدری سے محروم ہوگیا تھا اور اس کے چچا نے اس کی تربیت کی تھی، اس لیے خاقانی نے اس کا ذکر بے حد احسانمندانہ کیا ہے۔

"تحفۃ العراقین" ۱۸۵۵ء منشی ابوالحسن مدرسِ اول فارسی، آگرہ کالج، کے تحشیہ و تصحیح کے ساتھ مطبع مدرسہ آگرہ میں بانتظام پنڈت کدارناتھ چھپی تھی۔ اس ایڈیشن کے صفحہ ۱۹۰ پر ایک عنوان ہے "در مدحِ عمِ خود عمر خیام کہ در اہتمام و تربیتِ او بود"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر خیام جو نیشاپور کا باشندہ اور اپنے عہد کا بہت بڑا ریاضی اور ہیئت کا عالم تھا، خاقانی کا چچا تھا۔ لیکن عنوانِ مذکورۂ بالا کے تحت جو اشعار لکھے گئے ہیں، ان کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:۔

بگریختہ ام ز ویو خذلان   در سایۂ عمرِ ابن عثمان

ہم صدر رہم و ہم امام و ہم عم   صدرِ اجل و امامِ اکرم

ہم بانی و ہندسی مقالش   افلاطن و ارسطو عیالش

از علمش دادہ دہر محدث   ایک ثلث بہ ہر مس مثلث

آگے چل کر لکھا ہے[1]۔

چوں دید کہ در سخن تمامم   حسانِ عجم نہاد نامم

[1] تحفۃ العراقین ۲۰۰، ۲۰۱

چوں پائی وعلم تجنج در سوخت سالم در لسبت و پنج در کوفت
چوں دید کہ اہل نطق بیشم از شادیِ آں بمُرد پیشم

اسی کتاب کا ایک اور عنوان ہے " در بیان نسبت انجانب عم کہ طبیب بود"[1] اسکے تحت لکھتے ہیں:

در سوئے عمم طبیب گوہر بقراطِ سخن بہ ہفت کشور

اپنے والد کے بارے میں جو شعر لکھے ہیں ان کا عنوان ہے[2] " در مدحِ پدرِ خویش شیخ علی نجار" اس حصے کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے۔

از بہرِ خلائقم سبک بار بہ مائدۂ علیِ نجار

ایک اور موقع پر اپنے باپ کا ذکر اس طرح کیا ہے[3]

دل در سخنِ محمدی بند اے پورِ علی زبو علی چند

ملک الوزرا جمال الدین موصلی نے خاقانی سے پوچھا ہے کہ تمہارا وطن کون سا شہر ہے اسکے جواب میں فرماتے ہیں[4]

گفتم متعلمی سخن داں میلادِ من از بلادِ شرواں

ایک قصیدے کا شعر ہے[5]

عیبِ شرواں مکن کہ خاقانی ہست از آں شہر کابتداش شر است

تحفۃ العراقین کے مذکورۂ بالا اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ خاقانی علی کا بیٹا اور عمر بن عثمان کا بھتیجا تھا جس کا یہ مطلب نکلا کہ خاقانی کے دادا کا نام عثمان تھا۔ نیز یہ کہ اس کا مولد و منشا شروان تھا۔ چچا نے اُسے حسان العجم خطاب دیا تھا۔ اپنے نام کے بارے میں لکھتے ہیں[6]

---

[1] تحفۃ العراقین ۱۸۹ [2] ایضاً ۱۹۳ [3] ایضاً ۵۲ [4] ایضاً ۳۱ [5] دیوان خاقانی ۹۲ چاپ پیروز تہران ۱۳۱۶ ش [6] ایضاً ۷۹۲۔

بدل من آمدم اندر جہاں سنائی را　　بدیں دلیل پدر نام من بدیل نہاد

رشید وطواط نے خاقانی کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا تھا۔ جواب میں خاقانی نے جو قصیدہ لکھا اس کے شروع میں رشید کے دو شعر دیوان خاقانی میں نقل کیے گئے ہیں۔ ان میں کا دوسرا یہ ہے:[۱]

افضل الدین بوالفضائل بحر فضل　　فیلسوف دین فزائے کفر کاہ

دیوانِ خاقانی کے مصحح محمد عباسی نے اپنے دیباچے (ص۲۱) میں مجد الدین خلیل کا ایک قطعہ مدحیہ نقل کیا ہے۔ اس کا پہلا شعر ہے:

افضل الدین امام خاقانی　　تاجدار ممالکِ سخن است

ان حوالوں کے پیش نظر خاقانی کا پورا نام ہم یوں لکھ سکتے ہیں: "افضل الدین ابوالفضائل بدیل بن علی بن عثمان خاقانی شروانی"۔

دیوانِ خاقانی میں دو قصیدے ایسے موجود ہیں، جن میں سے ایک اس نے اپنے چچا کی اور دوسرا والد کی مدح میں لکھا ہے۔ پہلے کا عنوان ہے "در تحسر و تالم از مرگِ کافی الدین عمر بن عثمان عموئی خود سرودہ است" اس کے یہ شعر قابلِ ملاحظہ ہیں[۲]

زاں عقل بدو گفت کہ اے عمر عثمان　　ہم عمر خیامی و ہم عمر خطاب

ادریسِ قضا بینش و عیسیٰ شفا بخش　　داوہ لقبش در دو ہنر و اضع القاب

ان شعروں میں خاقانی نے اپنے چچا کو "عمر عثمان" کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ عمر کی اضافت ابنی ہے، یعنی مراد خاقانی "عمر بن عثمان" ہے۔ اس کے بعد چچا کو چار عظیم المرتبہ اشخاص سے استعارہ کیا ہے، جو یہ ہیں: عمر خیامؒ، عمر بن خطابؓ، ادریسؑ، اور عیسیٰؑ۔ علامہ قزوینی نے چہار مقالۂ نظامی عروضی کے حاشیہ میں شعر اول کا یہ مطلب لکھا ہے[۳]: "یعنی ہم در علم دارای اولیں رتبۂ مانندِ

۱۔ دیوانِ خاقانی ۲۶　　۲۔ ایضاً ۵۳　　۳۔ چہار مقالۂ نظامی تصحیح علامہ قزوینی ۱۰۰ طبع برلن

عمر خیام، وہم در عدل صاحب نخستین درجہ چوں عمر خطاب "۔ محمد عباسی اپنے دیباچے میں اس شعر کا مطلب یہ لکھتے ہیں: "فضیلت عمر خیام را بانبوغِ عمر خطاب در وجودِ خویش جمع داشت"[۱] ان دونوں فاضلوں کے بیان سے واضح ہو جاتا ہے کہ وہ عمر عثمان اور عمر خیام کو ایک نہیں دو جدا گانہ شخصیتیں مانتے تھے۔

خاقانی نے تحفۃ العراقین میں اپنے باپ دادا کے مخصوص ہنروں کا ذکر کرنے کے بعد چچا کے بارے میں کہا ہے[۲]

وز سوئے عمم طبیب گوہر بقراطِ سخن بہفت کشور

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا چچا طبیب تھا، اور اس درجے کا طبیب تھا کہ اس علم کو اُس کا ہنرِ خاص مانا جاتا تھا۔ قارئین اس بات کو ذہن نشین رکھیں۔ ایک اور قصیدے کے عنوان میں عمر عثمان کے بارے میں لکھا گیا ہے[۳] "در مدحِ عموئی خود کافی الدین شروانی گوید" یہ نسبت ظاہر کرتی ہے کہ کافی الدین عمر بن عثمان کا وطن شروان تھا۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے۔

خاقانی نے اپنے چچیرے بھائی کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا ہے اس کا عنوان ہے: "در مدحِ امام الشارع وحید الدین ابو المفاخر پسر کافی الدین عمر، پسر عم و دامادِ خاقانی"۔ اس قصیدے کا یہ شعر توجہ چاہتا ہے:[۴]

ظاہر است انسابش از "کافی عمر" در گیر و رُو می شمر تا قد سلف عثمان و ابراہیم او

جہاں تک اس شعر پر ہم نے غور کیا ہے، یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ خاقانی کے چچیرے بھائی کا نام و نسب یہ ہے: "وحید الدین ابو المفاخر عثمان بن کافی الدین عمر بن عثمان بن ابراہیم شروانی"۔ اور اگر یہ درست ہے، تو پھر خاقانی کے چچا کا نام کافی الدین عمر بن عثمان بن ابراہیم شروانی طبیب"

---

[۱] دیباچۂ دیوان خاقانی ۲۲ [۲] تحفۃ العراقین ۱۸۹ [۳] دیوان ۷۶
[۴] دیوان ۵۹۷

ہونا چاہیے۔

مذکورۂ بالا دو قصیدوں میں سے دوسرا خاقانی نے اپنے والد کی مدح میں لکھا ہے اس کے آخر میں ہے[1]

ہم بہ ثنائے پدر ختم کنم چوں مقیم ‌‌‌‌ نانِ من از نحوانِ اوست اجاگی از خانِ او

گر ز قضائے ازل عہد "عمر" در گذشت ‌‌‌‌ تا بہ ابد بگذرد نوبتِ "عثمان" او

ظاہر ہے کہ دوسرے شعر میں عمر سے مراد خاقانی کا چچا عمر بن عثمان اور عثمان سے مراد اس کا چچیرا بھائی عثمان بن عمر عثمان ہے۔

اب خیام کی طرف آیئے۔ علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم و مغفور نے اپنی بے نظیر کتاب "خیام" میں اس فیلسوف کے متعلق سارا مسالا ایک جا کر دیا ہے۔ اس میں جن کتابوں کے حوالے دیئے گئے ہیں، ان میں سب سے قدیم تذکرہ نگار ظہیر الدین ابو الحسن علی بن ابی القاسم زید البیہقی ہے۔ یہ تذکرہ نگار بقولِ خود اپنے والد کے ہمراہ خیام کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، اور خیام نے جو اس کے باپ ابو القاسم زید کا دوست تھا، اس کا امتحان لیا تھا۔ تذکرہ نگار نے اسے ۵۰۷ھ کا واقعہ بتایا ہے[2]

خیام کے داماد محمد بغدادی سے اس تذکرہ نگار کے تعلقات تھے۔ چنانچہ اس کے حوالے سے خیام کی وفات کا یہ قصہ لکھا ہے کہ ابو علی سینا کی مشہور کتاب "الشفاء" کا وہ حصہ خیام کے زیر مطالعہ تھا، جو الٰہیات سے متعلق ہے۔ دورانِ مطالعہ میں خیام سونے کا خلال دانتوں میں کرتا جاتا تھا، جب "باب الواحد والکثیر" پر پہنچا تو خلال ورقوں کے بیچ میں رکھ کر کتاب بند کر دی، اور کہا کہ چند سمجھدار آدمیوں کو بلاؤ۔ میں وصیت کروں گا۔ یہ کہہ کر اٹھا اور نماز شروع کر دی۔ اور کچھ کھایا نہ پیا، حتیٰ کہ عشاء کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد سجدے میں گیا، اور یہ دعا مانگی "اے اللہ، تو

۱؎ دیوان ۳۳۲ ۲؎ تتمہ صوان الحکمہ ۱۱۶ طبع لاہور ۱۳۵۱ھ۔